اعلیٰ حضرت مجدِدِ دین وملت امامِ اہلسنّت شاہ مولانا احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے اِرشادات کا مجموعہ

مُسَمّٰی بنامِ تاریخی

اَلمَلفُوظ (مکمل 4 حصے)

۱۳۳۸ھ
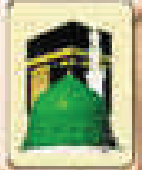
معروف بہ

ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

﴿مع تخریج وتسہیل﴾

مؤلّف:

شہزادۂ اعلیٰحضرت تاجدارِ اہلسنّت مفتیٔ اعظم ہند

حضرتِ علامہ مولانا محمد مصطفٰے رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن

پیش کش

مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

ناشِر

مکتبۃ المدینہ بابُ المدینہ کراچی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم ط

نام کتاب: الملفوظ

پیش کش: مجلس اَلۡمَدِیۡنَۃُ الۡعِلۡمِیّۃ

سنِ طباعت: 12 جُمادَی الاُخریٰ 1430ھ، بمطابق 5 جون 2009ء

قیمت:

ناشر: مکتبۃ المدینہ فیضانِ مدینہ محلّہ سوداگران پرانی سبزی منڈی باب المدینہ (کراچی)

E.mail:ilmia26@dawateislami.net

E.mail.maktaba@dawateislami.net

Ph:4921389-90-91 Ext:1268

توکُّل کی تعریف

اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ **امام اَحمد رضا خان** علیہ رحمۃُ الرَّحمٰن فرماتے ہیں: توکُّل ترکِ اسباب کا نام نہیں بلکہ اعتماد علی الاسباب کا ترک ہے۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲۴ ص ۳۷۹) **یعنی** اسباب ہی کی چھوڑ کر دنیا توکُّل نہیں ہے توکُّل تو یہ ہے کہ اسباب پر بھروسہ نہ کرے۔

جیت کا باعث بنائے ؏ **اِیں دعا اَز مَن و اَز جُملہ جہاں آمین باد**

(یعنی یہ دعا میری طرف سے اور آمین تمام جہان کی طرف سے۔ت)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہ عظیم الشان مجموعہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی حیاتِ مبارکہ کے آخری **چند سال** کے **ملفوظات** پر مشتمل ہے اگر **طویل مدّت** کے **ملفوظات** جمع کئے جاتے تو آج ہمارے پاس **معلومات** کا بہت بڑا **خزانہ** ہوتا۔ پھر اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے ان ارشادات کو **جمع** کرنے کا سلسلہ **مسلسل** نہیں تھا۔ خود مفتی اعظم علیہ رحمۃ اللہ الاکرم اس کی صراحت فرماتے ہیں: ''میں نے چاہا تو یہ تھا کہ **روزانہ** کے مَلفوظات (یعنی اِرشادات) جمع کروں مگر میری بے فرصتی آڑے آئی اور میں اپنے اس عالی (یعنی بلند) مقصد میں کامیاب نہ ہوا۔ غرض جتنا اور جو کچھ مجھ سے ہوسکا میں نے کیا، آگے قبول و اجر کا اپنے مولیٰ تعالیٰ سے سائل ہوں ''وَھُوَ حَسْبِیْ وَ رَبِّی'' (یعنی وہی میرا رب ہے اور مجھے کافی ہے۔ت)''

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن کے یہ ''**ملفوظات**'' بنام ''اَلْمَلْفُوْظ'' ۱۳۳۸ھ/ 1919ء میں تالیف ہوئے۔ **اعلیٰ حضرت** علیہ رحمۃ ربِّ العزّت نے خود اس کا نام ''**الملفوظ**'' رکھا جو اس کی تاریخِ تالیف (۱۳۳۸ھ) پر مشتمل ہے اور یہ شعر عنایت فرمایا ؎

میرے ملفوظ کچھ کیے محفوظ — مصطفٰے مصطفٰے کا ہو ملحوظ

نام تاریخی اس کا رکھتا ہوں — زبروبینہ — میں — الملفوظ

اللہ تعالیٰ ہمیں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کے اِن **ملفوظات** کو **پڑھنے**، **یاد رکھنے** اور حتی المقدور اِن پر **عمل** کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم

مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

دُنیاوی فکروں کا قلبِ جاری پر اثر

عرض : کیا دُنیوی تَفَکُّرات کا قلبِ جاری[1] پر اثر ہوتا ہے؟

ارشاد : ہاں! دُنیا کی فکریں جاری قلب کی حالت میں ضرور فرق ڈالتی ہیں۔

سفر کونسے دن کرنا چاھئے؟

عرض : سفر کے لئے کون کون سے دن مخصوص ہیں؟

ارشاد : پنجشنبہ شنبہ دوشنبہ (یعنی جمعرات، ہفتہ اور پیر)، حدیث شریف میں ہے بروز شنبہ (یعنی ہفتہ) قبل طلوعِ آفتاب (یعنی سورج نکلنے سے پہلے) جو کسی حاجت کی طلب میں نکلے اس کا ضامن میں ہوں۔

(کنز العمال، الفصل الثالث......الخ، الحدیث ۱٦۸۰۸، ج٦، ص ۲۲۱)

(اسی سلسلۂ تقریر میں فرمایا) بِحَمْدِ اللّٰه دوسرے بار کی حاضریِ حرَمَین طیِّبَین میں یہاں سے جانے اور وہاں سے واپس آنے میں اِنہیں تین دن میں سے ایک دن میں روانگی ہوئی تھی اور بِفَضْلِهٖ تعالیٰ فقیر کا یومِ وِلادت بھی شنبہ (یعنی ہفتہ) ہے۔

سیِّدُنا صِدّیقِ اَکبَر نے کس عُمر میں اِسلام قبول کیا؟

عرض : عمر شریف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبولِ اسلام کے وقت کیا تھی؟

ارشاد : ۳۸ (اڑتیس) سال اور سوائے عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے کہ حضور کی عمر شریف ۸۲ سال ہوئی ہر سہ (یعنی تینوں) خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین (میں سے ہر ایک) کی عمر مبارک نیز عمر شریف حضرتِ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ **حضورِ اقدس** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عمر مبارک کے **برابر** ہوئیں یعنی ٦۳ سال۔ اگرچہ اِسمیں کچھ روز و ماہ کم و بیش ضرور تھی لیکن سالِ وفات یہی تھا۔

قبولِ اسلام سے پہلے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب

عرض : حضور صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبلِ قبولِ اِسلام کیا مذہب رکھتے تھے؟

ارشاد : صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کبھی بُت کو **سجدہ** نہ کیا۔ 4 برس کی عمر میں آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے باپ بُت خانے میں لے گئے اور کہا:

---

[1] : قلبِ جاری وہ قلب ہے جو خدا اور رسول (جل جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ذکر شریف میں مگن رہے۔ ۱۲ منہ

هٰؤُلَاءِ اٰلِهَتُكَ الشُّمُّ الْعُلٰى فَاسْجُدْ لَهُمْ یہ ہیں تمہارے بلند و بالا خدا، انہیں سجدہ کرو۔

جب آپ بُت کے سامنے تشریف لے گئے، فرمایا: ''میں بھوکا ہوں مجھے کھانا دے، میں ننگا ہوں مجھے کپڑا دے، میں پتھر مارتا ہوں اگرتُو خدا ہے تو اپنے آپ کو بچا۔'' وہ بُت بَھلا کیا جواب دیتا۔ آپ نے ایک پتھر اس کے مارا جس کے لگتے ہی وہ گر پڑا اور قوتِ خداداد کی تاب نہ لاسکا۔ باپ نے یہ حالت دیکھی انہیں غصہ آیا، انہوں نے ایک تھپڑ رخسار مبارک پر مارا، اور وہاں سے آپ کی ماں کے پاس لائے۔ سارا واقعہ بیان کیا۔ ماں نے کہا: ''اسے اس کے حال پر چھوڑ دو، جب یہ پیدا ہوا تھا تو غیب سے آواز آئی تھی کہ

يَا اَمَةَ اللّٰهِ عَلَى التَّحْقِيْقِ اَبْشِرِیْ بِالْوَلَدِ الْعَتِيْقِ اِسْمُهٗ فِی السَّمَاءِ الصِّدِّيْقُ لِمُحَمَّدٍ صَاحِبٌ وَّ رَفِيْقٌ (صلی اللّٰہ تعالٰی علیه وسلم)

اے **اللہ** (عَزَّوَجَلَّ) کی سچی لونڈی تجھے مژدہ ہو اس آزاد بچے کا، آسمانوں میں اس کا نام صدیق ہے، محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یار و رفیق ہے۔

میں نہیں جانتی کہ وہ **محمد** صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں اور یہ کیا معاملہ ہے؟'' اُس وقت سے صدیقِ اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو کسی نے شرک کی طرف نہ بلایا۔ یہ روایت صدیقِ اکبر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے خود مجلسِ اقدس (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) میں بیان کی جب یہ بیان کر چکے، جبریلِ امین حاضرِ بارگاہ ہوئے ﴿علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾ اور عرض کی

صَدَقَ اَبُوْ بَكْرٍ ابوبکر نے سچ کہا۔

یہ حدیث ''مَعَالِی الْفَرْشِ اِلٰى عَوَالِی الْعَرْشِ'' میں ہے اور اس سے امام احمد قسطلانی (علیہ رحمۃ اللہ الغنی) نے شرح صحیح بخاری میں ذکر کی۔ (ملخصاً، ارشاد الساری شرح صحیح بخاری، ج۸، ص ۳۷۰)

حضرتِ صِدّیقِ اَکْبَر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فَضَائِل

جب سے خدمتِ اقدس (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) میں حاضر ہوئے کسی وقت جُدا نہ ہوئے۔ یہاں تک کہ بعدِ وفات بھی پہلوئے اَقدس میں آرام فرما ہیں۔ ایک مرتبہ **حضور اقدس** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے داہنے دستِ اقدس میں **حضرت صدیق** (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا ہاتھ لیا اور بائیں دستِ مُبارک میں **حضرت عمر** (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا ہاتھ لیا اور فرمایا:

هٰكَذَا نُبْعَثُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ہم قیامت کے روز یو ہیں اٹھائے جائیں گے۔

(جامع ترمذی، کتاب المناقب باب فی مناقب ابی بکر، الحدیث ۳۶۸۹، ج۵، ص۳۷۸)

ارشاد : ہاں اچھا ہے، امام (یعنی امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) وصاحبین (یعنی امام اعظم کے دوجلیل القدر شاگرد امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما) کے قول جمع ہو جائیں گے، تمام اقوالِ علما کا جمع کرنا ناممکن ہے کہ اصطخری شافعیہ سے اس امر کے قائل ہیں کہ بعدِ مثلین (یعنی دومثل کے بعد) کسی نماز کا وقت ہی نہیں۔

گرمیوں میں ظُہر کا مُستَحَبّ وقت کونساہے؟

مولوی اَمجَد علی صاحب : ظہر میں تاخیر، گرمی کے زمانہ میں مستحب ہے اس قدر کہ شدتِ حَر (یعنی گرمی کی شدت) جاتی رہے جیسا کہ حدیث میں ارشاد ہوا:

اَبرِدُوا بِالظُّہرِ فَاِنَّ شِدَّۃَ الحَرِّ مِن فَیحِ جَہَنَّمَ　　ظہر کو ٹھنڈا کرکے پڑھو کہ گرمی کی سختی جہنم کی سانس ہے۔

(صحیح البخاری کتاب مواقیت الصلاۃ باب الابراد بالظہر......الخ ، الحدیث ۵۳۸، ج ۱، ص ۱۹۹)

ارشاد : ہاں ایک مثل تک تو ہرگز شدتِ حَرّ (یعنی گرمی کی شدّت) میں کمی نہیں ہوتی، یہ اعلیٰ درجہ کی حدیث امام کی اعلیٰ دلیل ہے اور اسے واضح تر کر دیا بخاری کی حدیثِ ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہ ایک منزل میں تشریف فرما تھے، مؤذِّن اذان کہہ کر حاضرِ بارگاہ ہوئے، فرمایا: ''اَبرِد'' وقت ٹھنڈا کرو، پھر دیر کے بعد حاضر ہوئے فرمایا ''اَبرِد'' وقت ٹھنڈا کرو ''حَتّٰی سَاوَی الظِّلُّ التُّلُولَ'' یہاں تک کہ ٹیلوں کے سائے ان کے برابر ہوگئے۔ اس وقت نماز ادا فرمائی۔

(صحیح البخاری کتاب الاذان، باب الاذان للمسافر......الخ ، الحدیث ۶۲۹، ج ۱، ص ۲۲۸)

خود ائمہ شافعیہ تصریح فرماتے ہیں کہ ٹیلوں کا سایہ شروع اس وقت ہوتا ہے جب اکثر ظہر کا وقت نکل جاتا ہے تو ان کے برابر کس وقت ہوگا یقیناً جبکہ مثلِ اول دیر کا نکل چکا ہو، قائلانِ مثلِ اول کے پاس اس حدیث صحیح سے اصلاً کوئی جواب نہیں۔ غیر مقلدوں کے پیشوا نذیر حسین دہلوی نے معیار الحق میں جو حرکت مذبوحی اور حدیث سے مسخرگی کی ہے اس کا رَدّ میری کتاب ''حَاجِزُ البَحرَین'' میں دیکھئے۔

دو مثل سے پہلے نمازِ عصر پڑھنے کا حکم

عرض : اگر قبل دو مثل کے عصر کی نماز پڑھ لی جائے تو ہو جائے گی؟

ارشاد : ہاں! صاحبین (یعنی امام اعظم کے دو جلیل القدر شاگرد امام ابو یوسف اور امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما) کے نزدیک ہو جائے گی۔

(غنیۃ المتملی، شرح منیۃ المصلی، الشرط الخامس، ص ۲۲۷)

صفِ اوّل میں نماز پڑھنے کا ثواب

عرض : کیا صفِ اول میں نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ ہے؟

ارشـــاد : حدیث میں فرمایا اگر لوگوں کو معلوم ہوتا کہ صفِ اول میں نماز پڑھنے کا اس قدر **ثواب** ہے تو ضرور اس پر **قرعہ اندازی** کرتے۔(صحیح البخاری، کتاب الاذان، باب الصف الاول، الحدیث ۷۲۱، ج۱، ص۲۵۶) **یعنی** ہر ایک صفِ اول میں کھڑا ہونا چاہتا اور جگہ کی تنگی کے سبب قرعہ برداری (یعنی نام کی پرچی نکالنے) پر فیصلہ ہوتا۔سب سے پہلے امام پر رحمتِ الٰہی (عَزَّوَجَلَّ) نازل ہوتی ہے پھر صفِ اول میں جو اس کے محاذی (یعنی اس کی سیدھ میں) کھڑا ہو، اس محاذی کے دائیں جانب پھر بائیں اسی طرح دوسری صف میں پہلے محاذیٔ امام پر پھر داہنے پھر بائیں پر یوں ہی آخرِ صفوف تک۔

(ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ، مطلب فی کراھۃ قیام الامام، ج۲، ص ۳۷۲)

نصرانی طبیب مسلمان ہو گیا

مؤلف : برکاتِ اولیائے کرام کے ذکر میں فرمایا: سیدالطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیمار ہوئے۔آپ کا قارورہ (یعنی پیشاب) ایک طبیب نصرانی کے پاس گیا۔بغور دیکھتا رہا پھر دفعتاً (یعنی اچانک) کہا: اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ [1] لوگوں نے سبب پوچھا۔کہا: ''میں دیکھتا ہوں یہ قارورہ ایسے شخص کا ہے جس کا جگر عشقِ الٰہی (عَزَّوَجَلَّ) نے کباب کر دیا۔''

مؤمن کی فراست

یمن کے ایک نصرانی (یعنی عیسائی) نے یہ صحیح حدیث سُنی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اِتَّقُوْا فِرَاسَۃَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّہٗ یَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰہ	مسلمان کی فراست سے ڈرو کہ وہ **اللہ** (عَزَّوَجَلَّ) کے نور سے دیکھتا ہے۔

(سنن الترمذی، کتاب التفسیر، باب سورۃ الحجر، الحدیث ۳۱۳۸، ج۵، ص۸۸)

اس نصرانی نے چاہا کہ امتحان کرے، ادھر کے نصاریٰ زُنّار باندھتے ہیں، اس نے زنار نیچے چھپایا اور اوپر مسلمانی لباس پہنا، عمامہ باندھا اور مسلمان بن کر مشائخ کرام کی مجلسوں پر دورہ شروع کیا۔ہر ایک کے پاس جاتا اور حدیث کے معنی

[1] : یعنی: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے خاص بندے اور رسول ہیں اللہ تعالیٰ ان پر درود اور سلام نازل فرمائے۔

پوچھتا۔ وہ کچھ فرمادیتے، یہ دوسرے کے پاس حاضر ہوتا۔ یوں ہی بغداد شریف آیا اور حضرت سید الطائفہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کی مجلسِ وعظ میں حاضر ہوا۔ عرض کی: ''یاسیدی! اس حدیث کے معنی کیا ہیں: ''اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰه'' فرمایا: اس کے یہ معنی ہیں کہ '' زنار توڑ اور نصرانیت چھوڑ، اسلام لا۔'' وہ یہ سنتے ہی بے تاب ہوا اور **کلمۂ شہادت** پڑھا۔ (ملخصًا، تذکرۃ الاولیاء، ج۲، ص۱۰) اور کہا: ''یاسیدی میں اتنے مشائخ کرام کے پاس گیا اور کسی نے مجھے نہ پہچانا۔'' فرمایا: سب نے پہچانا، مگر تجھ سے تعرُّض نہ کیا (یعنی پوچھ گچھ نہ کی) کہ **تیرا اسلام میرے ہاتھ پر لکھا ہے۔**

مُجَاھَدے کا مطلب

عرض: مجاہدے کے کیا معنی ہیں؟

ارشاد: سارا مجاہدہ اس آیۂ کریمہ میں جمع فرمادیا ہے:

وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ	جو اپنے رب (عَزَّوَجَلَّ) کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اور نفس
عَنِ الْهَوٰىۙ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰىؕ	کو خواہشوں سے روکے بے شک تو جنت ہی ٹھکانہ ہے۔

(پ ۳۰، النزعت: ۴۰ ، ۴۱)

یہی **جہادِ اکبر** ہے۔ حدیث میں ہے: جہادِ کفار سے واپس آتے ہوئے فرمایا:

رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى	ہم اپنے چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی
الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ	طرف پھرے۔

(کشف الخفاء، حرف الراء المهملة، الحديث ١٣٦٠، ج ١، ص ٣٧٥)

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کھلاتے ھیں

ایک صاحب کو اَنار کی خواہش میں **تیس برس** گزر گئے اور نہ کھایا۔ اِس کے بعد خواب میں زِیارتِ اَقدس حضورِ اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مشرف ہوئے کہ فرماتے ہیں: ''اِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا'' تیرے نفس کا بھی کچھ تجھ پر حق ہے۔ صبح اٹھے انار کھایا۔ اب نفس نے دودھ کی خواہش کی، فرمایا تیس برس خواہش کر پھر شاید حضور (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم) تشریف لائیں اور فرمائیں، اس سے یہی بہتر ہے کہ **صبر** کر۔ فوراً خواہش دُور ہوگئی۔

زمانۂ رسالت میں تجدیدِ بیعت

عرض: حضور کے زمانے میں بھی تجدیدِ بیعت ہوتی تھی؟

ارشاد: خود حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سَلَمَہ اِبْنِ اَکْوَع (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے ایک جلسہ میں تین بار بیعت لی۔ جہاد کو جا رہے تھے، پہلی بار فرمایا (تو) سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت کی۔ تھوڑی دیر بعد حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) نے فرمایا: ''سلمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم بیعت نہ کرو گے؟'' عرض کی: ''حضور ابھی کر چکا ہوں!'' فرمایا: ''وَاَیْضًا، پھر بھی۔'' انہوں نے پھر بیعت کی۔ اَخیر میں جب سب حضرات بیعت سے فارغ ہوئے، پھر ارشاد ہوا: ''سلمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم بیعت نہ کرو گے؟'' عرض کی یَارَسُوْلَ اللّٰہ! (عَزَّوَجَلَّ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) میں دو بار بیعت کر چکا۔ فرمایا: وَاَیْضًا پھر بھی۔ غرض ایک جلسہ میں سلمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے تین بار بیعت لی۔ (ملتقطا ،صحیح مسلم، کتاب الجهاد و السير، باب غزوة ذی قرد، الحديث١٨٠٧، ص ١٠٠٠)

اُن پر تاکیدِ بیعت میں راز یہ تھا کہ وہ ہمیشہ پیادہ (یعنی پیدل) جہاد فرمایا کرتے تھے اور مجمعِ کفار کا تنہا مقابلہ کرنا ان کے نزدیک کچھ نہ تھا۔

400 کفّار کا تن تنہا مقابلہ کرنے والے

ایک بار عبدالرحمٰن فزاری کہ کافر تھا، اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اُونٹوں پر آ پڑا، چرانے والے کو قتل کیا اور اونٹ لے گیا۔ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر ہوئی پہاڑ پر جا کر ایک آواز تو دی کہ یَا صَبَاحَاہ یعنی دُشمن ہے،[1] مگر اِس کا انتظار نہ کیا کہ کسی نے سنی یا نہیں، کوئی آتا ہے یا نہیں، تنہا اُن کافروں کا تعاقب (یعنی پیچھا) کیا وہ چار سو تھے اور یہ اکیلے، وہ سوار تھے اور یہ پیادہ (یعنی پیدل) مگر نبوی مردان کے ساتھ، اس محمدی شیر کے سامنے سے انہیں بھاگتے ہی بنی۔ اب یہ تعاقب میں ہیں اپنا رَجز پڑھتے جاتے ہیں۔[2]

اَنَا سَلْمَۃُ ابْنُ الْاَکْوَع   وَالْیَوْمُ یَوْمُ الرُّضَّع

(میں سلمہ بن اَکوع ہوں اور تمہاری ذلت وخواری کا دن ہے۔)

---

[1]: یہ مدد طلب کرنے کا ایک طریقہ ہوتا تھا۔ (فتح الباری، ج۷، ص ۳۹۲)

[2]: جنگ میں پڑھے جانے والے وہ فخریہ اشعار جن میں سپاہی کی بہادری اور اس کے حسب نسب کی تعریف ہوتی ہے۔ امام نووی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے شرح مسلم ج ۱۲، ص ۱۷۴ پر لکھا ہے کہ اپنی تعریف کیلئے اس قسم کا کلام جنگ کے دوران کہنا جس سے اس کی بہادری ظاہر ہو اور دشمن پر رعب طاری ہو، جائز ہے۔

ایک ہاتھ گھوڑے کی کُونچوں (ٹخنے کے نیچے موٹے پٹھوں) پر مارتے وہ گرتا ہے سوار زمین پر آتا ہے، دوسرا ہاتھ اس پر پڑتا ہے وہ جہنم جاتا ہے۔ یہاں تک کہ کافروں کو بھاگنا دشوار ہوگیا۔ گھوڑوں پر سے اپنے اَسباب پھینکنے لگے کہ ہلکے ہوکر زیادہ بھاگیں۔ یہ اسباب سب ایک جگہ جمع فرماتے اور پھر وہی رَجز پڑھتے ہوئے ان کا تعاقب کرتے اور انہیں جہنم پہنچاتے یہاں تک کہ شام ہوگئی۔ کافر ایک پہاڑی پر ٹھہرے اُس کے قریب دوسری پہاڑی پر اِنہوں (یعنی حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے آرام فرمایا۔ دن ہونے پر وہ (یعنی کفّار) اُتر کر چلے، وہ (یعنی حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اُسی طرح اُن کے پیچھے اور وہی رَجز وہی قتل یہاں تک کہ گرد اُٹھی۔ یہ قتل وتعاقب کرتے کرتے تھک گئے تھے، اندیشہ ہوا کہ مبادا (یعنی کہیں ایسا نہ ہوکہ) کفار کی مدد آئی ہو۔ جب دامنِ گرد پھٹا تکبیروں کی آوازیں آئیں اور دیکھا کہ حضرت ابوقتادہ مع بعض دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم گھوڑوں پر تشریف لا رہے ہیں۔ اب کیا تھا کفار کو گھیر لیا۔

(ملخصًا،صحیح مسلم، کتاب الجهاد و السیر، باب غزوة ذی قرد، الحدیث۱۸۰۷، ص ۱۰۰۰)

ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ''**فَارِسُ رَسُولِ اللّٰه** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم'' کہا جاتا تھا۔ یعنی لشکرِ حضور کے سوار، جس طرح سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ''**رَاجِلُ رَسُوْلِ اللّٰه** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم'' یعنی لشکرِ اقدس کے پیادے۔

(ملخصًا،الاستیعاب فی معرفة الاصحاب، باب حرف الحا، حارث بن ربعی سلمی، ج۱، ص۳۵۳)

ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود بارگاہِ رسالت (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) میں'' اَسَدٌ مِنْ اُسُدِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ'' فرمایا: **اللہ** ورسول (عَزَّوَجَلَّ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم) کے شیروں میں سے ایک شیر۔

اُن کو اِس جہاد کی خبر اُن کے گھوڑے نے دی، تھان (یعنی اصطبل) پر بندھا ہوا چمکا (یعنی جوش میں آکر بھڑکا)۔ اُنہوں نے چُمکارا پھر چمکا۔ فرمایا: **واللہ** کہیں جہاد ہے۔ گھوڑا کس کر سوار ہوئے اب یہ تو معلوم نہیں کدھر جائیں؟ باگ چھوڑ دی اور کہا جدھر تُو جانتا ہے چل، گھوڑا اُڑا اور یہاں لے آیا۔

اس عبدالرحمٰن فزاری سے پہلے کسی لڑائی میں اُن سے وعدۂ جنگ ہولیا تھا یہ وقت اُس کے اِس پورا ہونے کا آیا۔ وہ پہلوان تھا اس نے کُشتی مانگی۔ اُنہوں نے قبول فرمائی، اس محمدی شیر نے خوکِ شیطان (یعنی شیطانی خنزیر) کو دے مارا، خنجر لے

کراُس کے سینے پر سوار ہوئے۔اُس نے کہا:''میری بی بی کے لیے کون ہوگا؟''فرمایا:''نار(یعنی آگ)''اوراُس کا گلا کاٹ دیا۔سرکاری اونٹ اور تمام غنیمتیں اور وہ اَسباب کہ جابجا کفار پھینکتے اور سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ راستے میں جمع فرماتے گئے تھے،سب لاکرحاضرِ بارگاہِ انور(صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلم)کیا۔

وَجد کا شرعی حکم

عرض : مجلسِ سماع میں اگر مزامیر نہ ہوں (اور)''سماع جائز''ہوتو وجدوالوں کا رقص جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد : اگر وجد صادِق(یعنی سچا)ہے اور حال غالب اور عقل مستور(یعنی زائل)اور اِس عالَم سے دُور تو اُس پر تو قلم ہی جاری نہیں ع

که سلطان نگیرد خراج از خراب

(یعنی بادشاہ تباہ حال لوگوں سے خراج نہیں لیتا۔ت۔)

اور اگر بہ تکلُّف وجد کرتا ہے تو''تَثَنّی اور تَکَسُّر''یعنی لچکے توڑے کے ساتھ حرام ہے اور بغیر اِس کے اگر رِیا و اِظہار کے لیے ہے تو جہنم کا مستحق ہے۔اور اگر صادِقین کے ساتھ تَشَبُّہ بہ نیتِ خالصہ مقصود ہے کہ بنتے بنتے بھی حقیقت بن جاتی ہے تو حَسَن ومحمود ہے۔نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ   جوکسی قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ اُنہیں میں سے ہے۔ت

(سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی لبس الشهرة، الحديث ٤٠٣١، ج٤، ص٦٢)

اِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مِنْهُمْ فَتَشَبَّهُوْا   اِنَّ التَّشَبُّهَ بِالْكِرَامِ فَلَاحٌ

(اگر تم صادِقین میں سے نہ ہو تو ان کی مشابہت ہی اختیار کرلو کیونکہ اچھوں کی مشابہت میں کامیابی ہے۔ت)

تنہائی میں بھی رِیا کاری ممکن ہے؟

عرض : اگر کوئی تنہا خشوع کے لیے نماز پڑھے اور عادت ڈالے تاکہ سب کے سامنے بھی خشوع ہو تو یہ ریا ہے یا کیا؟

ارشاد : یہ بھی ریا ہے کہ دل میں نیت غیرِ خدا ہے۔

بُراق کے متعلق ایک بے اصل روایت

عرض : شبِ معراج جب براق حاضر کیا گیا (تو) حضور (صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم) آبدیدہ (یعنی چشمانِ کرم سے آنسو جاری) ہوئے، حضرت جبریل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سبب پوچھا۔ فرمایا: آج میں براق پر جارہا ہوں کل قیامت کے دن میری اُمت برہنہ پا (یعنی ننگے پاؤں) پلِ صراط کی راہ طے کرے گی۔ یہ تقاضائے محبت وشفقتِ اُمت کے موافق نہیں۔ ارشادِ باری (عَزَّوَجَلَّ) ہوا: ''یوں ہی ایک ایک براق بروزِ حشر تمہارے ہر اُمتی کی قبر پر بھیجیں گے۔'' یہ روایت صحیح ہے یا نہیں؟

ارشاد : بالکل بے اصل ہے۔ ایسی ہی اور بھی بہت سی روایات بالکل بے اصل وبیہودہ ہیں۔ کیا کہا جائے!

کھاتے وقت شروع میں بسم اللہ پڑھنا

عرض : کھانے کے وقت شروع میں بِسْمِ اللہ پڑھ لینا کافی ہے؟

ارشاد : ہاں کافی ہے۔ بغیر بِسْمِ اللہ شیطان اس کھانے میں شریک ہوجاتا ہے۔ ربُّ العزت (عَزَّوَجَلَّ) نے اس سے فرمایا تھا:

وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ (پ۱۵، بنی اسرآئیل:٦٤) مال واولاد میں ان کا شریک ہو۔

جو بغیر بِسْمِ اللہ کھائے پیے اُس کے کھانے میں شیطان شریک ہوتا ہے (صحیح مسلم، کتاب الاشربہ، باب اٰداب الطعام......الخ، الحدیث۲۰۱۷، ص۱۱۱٦) اور بغیر بِسْمِ اللّٰہ عورت کے پاس جائے، اس کی اولاد میں شیطان کا ساجھا (شریک) ہوتا ہے۔ حدیث میں ایسوں کو ''مُغَرِّبِین'' فرمایا جو انسان وشیطان کے مجموعی نطفے سے بنتے ہیں۔ (کنز العمال، کتاب النکاح، الحدیث۴٤٨٩٢، ج١٦، ص١٥١) اگر کھانے کی ابتداء میں بھول جائے اور درمیان میں یاد آجائے فوراً ''بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَآخِرَہٗ'' پڑھ لے کہ شیطان اسی وقت قے کردیتا ہے (سنن ابی داؤد، کتاب الاطعمہ، باب التسمیہ علی الطعام، الحدیث٣٧٦٦، ٣٧٦٧، ج٣، ص٤٨٧) اور بِفَضْلِهٖ میں بھوکا ہی مارتا ہوں۔ یہاں تک کہ پان کھاتے وقت بِسْمِ اللہ اور چھالیہ منہ میں ڈالی تو بِسْمِ اللہ شریف۔ (پھر فرمایا) شیطان ہر وقت تمہاری گھات میں ہے، اس سے غافل کسی وقت نہ ہو!

کراُس کے سینے پر سوار ہوئے۔ اُس نے کہا: ''میری بی بی کے لیے کون ہوگا؟'' فرمایا: ''نار (یعنی آگ)'' اور اُس کا گلا کاٹ دیا۔ سرکاری اونٹ اور تمام غنیمتیں اور وہ اَسباب کہ جابجا کفار پھینکتے اور سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ راستے میں جمع فرماتے گئے تھے، سب لاکر حاضرِ بارگاہِ انور (صلی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلم) کیا۔

وَجد کا شرعی حکم

عرض: مجلسِ سماع میں اگر مزامیر نہ ہوں (اور) ''سماع جائز'' ہو تو وجد والوں کا رقص جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد: اگر وجد صادِق (یعنی سچا) ہے اور حال غالب اور عقل مستور (یعنی زائل) اور اِس عالَم سے دُور تو اُس پر تو قلم ہی جاری نہیں ع

كه سلطان نگيرد خراج از خراب

(یعنی بادشاہ تباہ حال لوگوں سے خراج نہیں لیتا۔ت۔)

اور اگر بہ تکلُّف وجد کرتا ہے تو ''تَثَنِّی اور تَکَسُّر'' یعنی لچکے توڑے کے ساتھ حرام ہے اور بغیر اِس کے اگر رِیا و اِظہار کے لیے ہے تو جہنم کا مستحق ہے۔ اور اگر صادِقین کے ساتھ تَشَبُّہ بہ نیتِ خالصہ مقصود ہے کہ بنتے بنتے بھی حقیقت بن جاتی ہے تو حَسَن و محمود ہے۔ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ — جو کسی قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ اُنہیں میں سے ہے۔ت

(سنن ابی داؤد، کتاب اللباس، باب فی لبس الشهرة، الحدیث ٤٠٣١، ج٤، ص٦٢)

اِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مِنْهُمْ فَتَشَبَّهُوْا — اِنَّ التَّشَبُّهَ بِالْكِرَامِ فَلَاحٌ

(اگر تم صادِقین میں سے نہ ہو تو ان کی مشابہت ہی اختیار کرلو کیونکہ اچھوں کی مشابہت میں کامیابی ہے۔ت)

تنہائی میں بھی رِیاکاری ممکن ہے؟

عرض: اگر کوئی تنہا خشوع کے لیے نماز پڑھے اور عادت ڈالے تاکہ سب کے سامنے بھی خشوع ہو تو یہ رِیا ہے یا کیا؟

ارشاد: یہ بھی رِیا ہے کہ دل میں نیت غیرِ خدا ہے۔

تم سب ٹھیک راستے پر ہو

یہاں ایک حدیث ''وہابی کُش'' بیان کرتا ہوں کہ اس مسئلہ سے متعلق ہے، (سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی) عادتِ کریمہ تھی کہ کبھی شب میں اپنے اصحابِ کرام کا تَفَقُّدِ اَحوال (یعنی معاینہ) فرماتے مثلاً ایک شب نمازِ تہجد میں صدیقِ اکبر پر گزر فرمایا، صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ بہت آہستہ پڑھ رہے ہیں۔ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تشریف لے گئے، ملاحظہ فرمایا کہ بہت بلند آواز سے پڑھتے ہیں۔ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تشریف لے گئے، انہیں دیکھا کہ جابجا سے متفرق آیتیں پڑھ رہے ہیں۔ صبح ہر ایک سے اس کے طریقے کا سبب دریافت فرمایا۔ صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے عرض کی: ''یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ (عَزَّوَجَلَّ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم) اَسْمَعْتُ مَنْ نَاجَیْتُ''، میں جس سے مُنَاجات کرتا ہُوں اسے سُنا لیتا ہُوں یعنی اوروں سے کیا کام کہ آواز بلند کروں۔ فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے عرض کی: ''یَارَسُوْلَ اللّٰہِ (عَزَّوَجَلَّ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم) اُوْقِظُ الْوَسْنَانَ وَاَطْرُدُ الشَّیْطَانَ ''، میں سوتوں کو جگاتا اور شیطان کو بھگاتا ہوں یعنی جہاں تک آواز پہنچے گی بھاگے گا اور تہجد والوں میں جس کی آنکھ نہ کھلی ہو، وہ جاگ کر پڑھے گا، اس لیے اِس قدر زور سے پڑھتا ہوں۔ حضرت بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے عرض کی: ''یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ (عَزَّوَجَلَّ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم) کَلَامٌ طَیِّبٌ یَجْمَعُ اللّٰہُ بَعْضَہٗ اِلٰی بَعْض ''، **پاکیزہ کلام ہے کہ اللہ اس کے بعض کو بعض سے ملاتا ہے**، اِس کا **مطلب** فقیر کی سمجھ میں یہ ہے گویا عرض کرتے ہیں کہ قرآنِ عظیم ایک لہلہاتا باغ ہے جس میں رنگ رنگ کے پھول، قِسم قِسم کے میوے دُرِّ مَنْثُور (یعنی بکھرے موتیوں) کی طرح متفرق پھیلے ہوئے، کہیں حمد ہے، کہیں ثنا، کہیں ذکر، کہیں دُعا، کہیں خوف، کہیں رَجا (یعنی امید)، کہیں نعتِ حبیبِ خدا (عَزَّوَجَلَّ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم) وغیرہا مطالب جدا جدا۔ جانبِ الٰہی (عَزَّوَجَلَّ) سے جس وقت جس طرح کی تجلّی وارِد ہوتی ہے اُسی کے مناسب آیات متفرق مقامات سے جمع کرکے پڑھتا ہوں۔

حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کُلُّکُمْ قَدْ اَصَابَ تم سب ٹھیک پر ہو مگر اے صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم قدرے آواز بلند کرو، اور اے فاروق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم قدرے پست، اور اے بلال (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) تم سورت ختم کرکے دوسری سورت کی طرف چلو۔ (ملخصاً، سنن ابی داؤد، کتاب التطوع، باب رفع الصوت، الحدیث ۱۳۲۹۔۱۳۳۰، ج ۲، ص ۵۵)

تَـخْـلِیَـہ ہوا(یعنی تنہائی میں ملاقات ہوئی)،انہوں نے عرض کیا: حضرت یہ کیا بات ہے کہ راہ میں آپ کو ایک گُدڑی پہنے دیکھا تھا اور اِس وقت یہ لباس دیکھ رہا ہوں؟ آپ نے دامن مبارک اٹھایا کہ وہی گدڑی نیچے زیبِ تن ہے اور فرمایا کہ وہ تمہارے دکھانے کو ہے اور یہ گدڑی **اللہ** (عَزَّوَجَلَّ) کے لیے۔ (تذکرۃ الاولیاء ذکر امام جعفر صادق صفحہ ۲۲ ملخصًا)

سیاہ خضاب

عــرض : حضور ایک کتاب میں میں نے دیکھا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے وقت رِیش (یعنی داڑھی) مبارک میں خضاب تھا۔

ارشاد: خضاب سیاہ یا اس کی مثل حرام ہے۔ (اشعة اللمعات، كتاب اللباس، باب الترجل، فصل الف، ج۳، ص۶۰۹)

صحیح مسلم شریف کی حدیث میں ہے:

غَیِّرُوا ھٰذَا بِشَیْءٍ وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ   اس سپیدی کو بدل دو اور سیاہی کے پاس نہ جاؤ۔

(صحيح مسلم،كتاب الزينة،باب استحباب الخضاب الشيب بصفرة،الحديث ۲۱۰۲،ص۱۱۶٤)

سنن نسائی شریف کی حدیث میں ہے:

یَـاتِـیْ نَاسٌ یَخْضَبُوْنَ بِالسَّوَادِ کَحَواصِلِ الْحَمَامِ لَایُرِیْحُوْنَ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ   کچھ (لوگ) آئیں گے کہ سیاہ خضاب کریں گے جیسے جنگلی کبوتروں کے نیلگوں پوٹے وہ جنت کی بُو نہ سونگھیں گے۔

(سنن نسائی،كتاب الزينة،باب النهى عن الخضاب بالسواد،ج۸،ص۱۳۸)

تیسری حدیث میں ہے:

مَنْ خَضَّبَ بِالسَّوَادِ سَوَّدَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ   جو سیاہ خضاب کرے **اللہ** تعالیٰ روزِ قیامت اس کا منہ کالا کرے گا۔

(مجمع الزوائد، كتاب اللباس، باب ما جاء فى الشيب ، حديث ۸۸۱٤، ج۵، ص۲۹۳)

چوتھی حدیث میں ہے:

اَلـصُّـفْرَۃُ خِضَابُ الْمُؤْمِنِ وَ الْحُمْرَۃُ خِضَابُ الْمُسْلِمِ وَ السَّوَادُ خِضَابُ الْکَافِرِ   زرد خضاب مومن کا ہے اور سرخ خضاب مسلم کا اور سیاہ خضاب کافر کا۔

(مجمع الزوائد، كتاب اللباس، باب ما جاء فى الشيب ، حديث ۸۸۱۵، ج۵، ص۲۹۳)

پانچویں حدیث میں ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یُبۡغِضُ الشَّیۡخَ الۡغَرِیۡبَ **اللہ** (عَزَّوَجَلَّ) دشمن رکھتا ہے بڑھے کوے کو۔

(کنز العمال، کتاب الزینۃ والتجمل، قسم الاقوال، الحدیث ١٧٣٣١، ج٦، ص٢٨٤)

چھٹی حدیث میں ہے:

اَوَّلُ مَنِ اخۡتَضَبَ بِالسَّوَادِ فِرۡعَوۡنُ سب میں پہلے جس نے سیاہ خضاب کیا فرعون تھا۔

(فردوس الاخبار للدیلمی، باب الف، حدیث٤٧، ج١، ص٣٥)

دیکھو فرعون کا ہے (یعنی کس) میں ڈوبا؟ نیل میں، یہ لوگ بھی نیل میں ڈوبتے ہیں۔ ''سیاہ خضاب صرف مجاہدین کو جائز ہے۔'' (ردالمحتار علی الدر المختار، کتاب الحظر والاباحۃ، ج٩، ص٦٩٦) جیسے جنگ میں رَجز (یعنی میدانِ جنگ میں پڑھے جانے والے وہ فخریہ اشعار جس میں سپاہی اپنی بہادری اور اپنے حسب نسب کی تعریف کرتا ہے) پڑھنا اور خود سِتائی (یعنی اپنی تعریف کرنا) ان کو جائز ہے، اکڑ کر چلنا ان کو جائز ہے۔ ریشمی بانے کا دَبِیز (یعنی موٹا) لباس ان کو پہننا جائز ہے۔ چالیس دن سے زیادہ لبیں اور چہرے کے بال اور ناخن بڑھانا ان کو جائز ہے۔ اوروں کو یہ سب باتیں حرام ہیں۔ فوجی قانون عام قانون سے جدا ہوتا ہے، اس میں سیاہ خضاب داخل ہے۔ سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجاہد تھے اُنہیں جائز تھا (لیکن) تم کو حرام ہے۔

جاہِل کا مُرید بننا

عرض: جاہل فقیر کا مرید ہونا شیطان کا مرید ہونا ہے؟

ارشاد: بلاشبہ۔

مرد کا بال بڑھانا

عرض: اکثر بال بڑھانے والے لوگ حضرت ''گیسودراز'' کو دلیل لاتے ہیں۔

ارشاد: جہالت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بکثرت احادیثِ صحیحہ میں ان مردوں پر لعنت فرمائی ہے جو عورتوں سے مشابہت پیدا کریں اور ان عورتوں پر جو مردوں سے (صحیح البخاری، کتاب اللباس، باب المتشبھون بالنساء......الخ، حدیث٥٨٨٥، ج٤، ص٧٣) اور تَشَبُّہ کے لیے ہر بات میں پوری وضع بنانا ضرور نہیں (صرف) ایک ہی بات میں مشابہت کافی ہے۔

ارشاد: حدیث میں ہے:

مَـنْ عَقَدَ لِحيَةً اَنَّ مُحَمَّدًا (صلَّى الله عليه وسلّم) مِنْهُ بَرِئٌ — جو شخص داڑھی باندھے تو بے شک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سے بیزار ہیں۔

(ملتقطاً،سنن نسائی، کتاب الزينة، باب عقد اللحية، ، ج٨،ص١٣٦)

سُود خوری کا عذاب

عرض: سودخوار (یعنی سود کھانے والے) کا قیامت کے روز کیا حال ہوگا؟

ارشاد: ان کے پیٹ ایسے ہوں گے جیسے بڑے بڑے مکان اور شیشے کی طرح چمکیں گے کہ لوگوں کو ان کی حالت نظر آئے، ان میں سانپ اور بچھو بھرے ہوں گے۔ **اللہ** (عزَّوَجلَّ) پناہ میں رکھے۔ حدیث صحیح میں ہے:

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اٰكِـلَ الـرِّبٰو وَمُوْكِلَه وَكَاتِبَه وَشَاهِدَيْهِ وَقَالَ هُمْ سَوَاءٌ — رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی سود کھانے والے، سود دینے والے اور اس کا کاغذ لکھنے والے اور اس پر گواہیاں کرنے والوں پر اور فرمایا وہ سب برابر ہیں سب ایک رسی میں بندھے ہوئے ہیں۔

(صحيح مسلم، كتاب المساقات، باب لعن اكل الربا......الخ، حديث١٥٩٨، ص٨٦٢)

دوسری حدیثِ صحیح میں ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اَلرِّبٰو ثَلَاثَةٌ وَ سَبْعُوْنَ بَابًا اَيْسَرُهَا اَنْ يَّنْكِحَ الرَّجُلُ اُمَّه — سود ۷۳ گناہ کے برابر ہے۔ جن میں سب سے ہلکا یہ کہ آدمی اپنی ماں سے زنا کرے۔

(ملتقطا كنز العمال، كتاب البيوع، قسم الاقوال، الحديث٩٧٥٠، ج٤، ص٤٣)

لوگ سمجھتے ہیں کہ اِس سے روپیہ بڑھتا ہے مگر یہ خیال باطل ہے (کیونکہ) اس میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ برکت نہیں رکھتا۔ **اللہ** تعالیٰ فرماتا ہے:

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ (پ٣، البقرة:٢٧٦) — **اللہ** (عَزَّوَجَلَّ) مٹاتا ہے سود کو اور بڑھاتا ہے زکوٰۃ کو۔

جسے **اللہ** (عَزَّوَجَلَّ) مٹائے وہ کیونکر بڑھ سکتا ہے! حدیث میں ہے:

مَنۡ اَکَلَ دِرۡھَمَ رِبٰوٍ وَّھُوَ یَعۡلَمُ اَنَّہٗ رِبٰوا — جس نے دانستہ (یعنی معلوم ہونے کے باوجود) ایک درم سود کا کھایا

فَکَاَنَّمَا زَنٰی بِاُمِّہٖ سِتًّا وَّثَلَاثِیۡنَ مَرَّۃً — گویا اس نے چھتیس (36) بار اپنی ماں سے زنا کیا۔

درم تقریباً ساڑھے چار آنے کا ہوتا ہے تو فی دھیلا ایک بار ماں سے زنا ہوا۔

ادویات پی کر بال سیاہ ہوجائیں تو؟

عرض: حضور! اگر اَدویات پی کر بال سیاہ ہوجائیں تو یہ بھی خضاب کے حکم میں ہے؟

ارشاد: اس میں کچھ حرج نہیں۔ دوا کھانے سے سپید بال سیاہ نہ ہوجائیں گے بلکہ قوت وہ پیدا ہوگی کہ آیندہ سیاہ نکلیں گے تو کوئی دھوکا نہ دیا گیا نہ خلق اللہ کی تبدیل کی گئی۔

ایمان کی حفاظت کے اوراد

ایک روز بعد فراغ نمازِ عشا لوگ دست بوس ہورہے تھے اس مجمع میں سے ایک صاحب نے خدمتِ بابرکت میں عرض کیا: ''حضور! میں ضلع ہوشنگ آباد کا رہنے والا ہوں مجھے حضور کی جبل پور تشریف آوری کی ریل میں خبر ملی لہٰذا ڈاک سے صرف دعا کے واسطے حاضر ہوا ہوں کہ خداوندِ کریم (عَزَّوَجَلَّ) ایمان کے ساتھ خاتمہ بالخیر کرے۔'' حضور نے دُعا فرمائی اور

ارشاد فرمایا: اکتالیس بار صبح کو "**یَاحَیُّ یَا قَیُّوۡمُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنۡتَ**" اول وآخر درود شریف نیز سوتے وقت اپنے سب اوراد کے بعد سورۂ کافرون روزانہ پڑھ لیا کیجئے اس کے بعد کلام وغیرہ نہ کیجئے ہاں اگر ضرورت ہو تو کلام کرنے کے بعد پھر سورۂ کافرون تلاوت کرلیں کہ خاتمہ اسی پر ہو، اِن شَاءَ اللّٰہ تَعَالٰی خاتمہ ایمان پر ہوگا۔

اور تین بار صبح اور تین بار شام اِس دعا کا وِرد رکھیں:

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوۡذُبِکَ مِنۡ اَنۡ نُشۡرِکَ بِکَ شَیۡأً نَعۡلَمُہٗ وَنَسۡتَغۡفِرُکَ لِمَا لَانَعۡلَمُ

اے اللہ عزوجل ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں اِس سے کہ تیرے ساتھ کسی چیز کو شریک کریں جسے ہم جانتے ہیں اور ہم تجھ سے مغفرت طلب کرتے ہیں اس سے جسے ہم نہیں جانتے ہیں۔

(مسند احمد بن حنبل، الحدیث ١٩٦٢٥، ج٧، ص١٤٦)

ارشاد: چاندی کی انگوٹھی تذکیرِ آخرت (یعنی آخرت کی یاد دلانے) کے لیے جائز رکھی گئی ہے کہ سونا چاندی جنتیوں کا زیور ہے، تانبے وغیرہ کا وہاں کیا کام!

دوزخیوں کا زیور

﴿پھر فرمایا:﴾ ایک صاحب خدمتِ اَقدَس میں حاضر ہوئے اُن کے ہاتھ میں پیتل کی انگوٹھی تھی ارشاد فرمایا:

"مَالِیُ اَجِدُ مِنۡكَ رِيۡحَ الۡاَصۡنَامِ" کیا بات ہے کہ مجھے تم سے بت کی بُو آتی ہے!

اُنہوں نے اتار کر پھینک دی۔ دوسرے دن لوہے کی انگوٹھی پہن کر حاضر ہوئے۔ ارشاد فرمایا:

"مَالِیُ اَرٰی عَلَيۡكَ حِلۡيَةَ اَهۡلِ النَّارِ" کیا ہوا کہ میں تم پر دُوزخیوں کا زیور دیکھتا ہوں!

اُنہوں نے اتار کر پھینک دی اور عرض کیا: یَارَسُوۡلَ اللّٰہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کس چیز کی انگوٹھی بناؤں؟ ارشاد فرمایا:

"اِتَّخِذۡهُ مِنۡ وَرَقٍ وَّلَا تُتِمَّهُ مِثۡقَالًا" چاندی کی بناؤ اور ایک مِثقَال ﴿یعنی ساڑھے چار ماشے﴾ پوری نہ کرو۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الخاتم، باب ماجاء فی خا تم الحدید، الحدیث ۴۲۲۳، ج ٤، ص ۱۲۲)

ٹوپی یا کپڑے پر سونے چاندی کا کام کروانا کیسا؟

عرض: ٹوپی یا کپڑے وغیرہ میں سَچّا (یعنی خالص سونے یا چاندی کا) کام ہو تو کیا حکم ہے؟

ارشاد: اگر چار اُنگل تک ہے تو حرج نہیں اور اگر چند بوٹیاں (یعنی پھول، پتی وغیرہ) اور ہر ایک چار انگل سے زیادہ نہیں اور دُور سے دیکھنے میں فَصل (یعنی الگ الگ) معلوم ہوتا ہو جب بھی کوئی حرج نہیں اگرچہ جمع کرنے سے چار انگل سے زیادہ ہو جائیں ہاں اگر بوٹی چار انگل سے زیادہ ہے یا مُغَرَّق (یعنی سونے چاندی سے لپا ہوا) ہے کہ دور سے فَصل (یعنی الگ الگ) نہ معلوم ہوتا ہو تو **ناجائز**۔ (ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی اللبس، ج ۹، ص ۵۸۲ ملخصاً)

انگوٹھی کونسی انگلی میں پہنیں؟

عرض: انگوٹھی کون سی انگلی میں پہننا چاہیے؟

ارشاد: بائیں ہاتھ میں بھی آیا ہے اور داہنے میں بھی، داہنے ہاتھ کی بِنۡصَر ﴿وہ انگلی جو چھنگلیا کے پاس ہے﴾ میں پہنے۔

انگوٹھی پہن کر بیت الخلاء جانا

عرض: اپنا نام اگر انگوٹھی میں کَنْدَہ (یعنی لکھا ہوا) ہو تو بیتُ الخَلاء میں جا سکتا ہے یا نہیں؟

ارشاد: نام اگر ایسا زیادہ مُعَظَّم (یعنی تعظیم والا) نہ ہو جب بھی حَرفوں کی تَعْظِیم تو چاہیے اور اگر مُتَبَرَّک نام ہو تو پہن کر جانا ناجائز ہے، ہاں! جیب میں رکھ لے تو حرج نہیں۔

نگینے پر کلمۂ پاک لکھوانا

عرض: نگِینہ پر ''کلمۂ طَیِّبَہ'' کَنْدَہ (یعنی نقش) کرانا کیسا ہے؟

ارشاد: تَبَرُّکاً (یعنی برکت کیلئے) جائز ہے اور مُہر کی حیثیت سے حرام۔

اللہ ''صاحب'' کہنا کیسا؟

عرض: **اللہ** صاحب کہنا کیسا ہے؟

ارشاد: جائز ہے۔حدیث میں ہے:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَةُ فِی الْاَھْلِ وَالْمَالِ

اے **اللہ** سفر کا ساتھی تُو ہے، اہل وعیال اور مال کا خیال رکھنے والا بھی تُو ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الجهاد، باب مایقول اذا سافر، الحدیث ۲۵۹۸، ج ۳، ص ۴۸ ملخصاً)

اور سرکارِ رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے تو قرآنِ عظیم میں صاحب فرمایا گیا ہے:

مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوٰى (پ ۲۷، النجم: ۲)

ترجمۂ کنزالایمان: تمہارے صاحب نہ بہکے نہ بے راہ چلے۔

وَمَا صَاحِبُكُمْ بِمَجْنُوْنٍ (پ ۳۰، التکویر: ۲۲)

ترجمۂ کنزالایمان: اور تمہارے صاحب مجنون نہیں۔

لیکن **اللہ** صاحب کہنا اسمٰعیل دہلوی کا مُحاوَرہ ہے اور حُضور اَقْدَس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقیناً ہمارے ''صاحب'' ہیں

ارشاد: نہیں۔ (الفتاوی الھندیة، کتاب الایمان، الباب الاول......الخ، ج۲، ص ۵۱)

عرض: حُضُور کی قسم کھانا جائز ہے؟

ارشاد: نہیں۔

عرض: کیا بے ادبی ہے؟

ارشاد: ہاں۔

گلے میں تانبے یا پیتل کا خِلال لٹکانا

عرض: خِلاَل (یعنی دانت کریدنے کا آلہ) تانبے پیتل کا گلے میں لٹکانا کیسا ہے؟

ارشاد: ناجائز ہے کیونکہ یہ تَعلِیق (یعنی پہننے) کے حکم میں ہے۔ ویسے جائز ہے اور سونے چاندی کا حرام ہے بلکہ عورتوں کو بھی ایسے ہی سونے چاندی کے ظُرُوف (یعنی برتنوں) میں کھانا ناجائز ہے اور گھڑی کی چین بھی عام ازیں کہ چاندی کی ہو یا پیتل کی، ہاں! ڈورا باندھ سکتا ہے۔

اجنبیہ جوان عورت کے سلام کا جواب

عرض: جوان غیر مَحرَم عورت کے سلام کا جواب دینا چاہیے یا نہیں؟

ارشاد: دل میں جواب دے۔ (فتاوی قاضی خان، کتاب الحظر والاباحة، فصل فی التسبیح، ج ٤، ص ۳۷۷)

نامَحرَم کو سلام بھیجنا

عرض: اگرچہ غائبانہ نامحرم کو سلام کہلائے؟

ارشاد: یہ بھی ٹھیک نہیں۔ ع

بساکیں "آفت" از گفتار خیزد

(کبھی کبھی بات چیت سے بھی آفت برپا ہوتی ہے۔ ت)

سنّت فجر کب پڑھے؟

عرض: سُنَّتُ الْفَجر اوّل وقت پڑھے یا مُتَّصِل فرضوں کے؟ (یعنی فرضوں سے کچھ پہلے)

ارشاد: اوّل وقت پڑھنا اَولٰی ہے۔ حدیث شریف میں ہے جب انسان سوتا ہے شیطان تین گِرَہ لگا دیتا ہے جب صبح اُٹھتے ہی وہ ربّ عَزَّوَجَلَّ کا نام لیتا ہے تو ایک گِرَہ کُھل جاتی ہے اور وُضو کے بعد دوسری اور جب سُنّتوں کی نِیّت باندھی تیسری بھی کُھل جاتی ہے۔(صحیح البخاری، کتاب التھجد، باب عقد الشیطان، حدیث ۱۱۴۲، ج۱، ص۳۸۷ ملخصاً) لہٰذا اوّل وقت سُنّتیں پڑھنا اَولٰی ہے۔

سنّت پڑھے بغیر نمازِ ظہر کی امامت کروانا

عرض: ظُہر کے وقت بغیر سُنّت پڑھے اِمامت کر سکتا ہے؟

ارشاد: بِلاعُذر نہ چاہیے۔

جمعہ کی سنّتیں چھوٹ جائیں تو کب پڑھے؟

عرض: سُنّتِ جمعہ اگر خطبہ شروع ہونے کی وجہ سے چھوٹ جائیں تو بعد نماز جمعہ پڑھے یا نہیں؟

ارشاد: پڑھے اور ضرور پڑھے۔(رد المحتار، کتاب الصلاۃ، باب ادراك الفریضة، مطلب ھل الاساءۃ......الخ، ج۲، ص۶۱۹)

کبوتروں کو دانہ دینے کے لئے پیسے کاٹنا

عرض: بعض جگہ دستور ہے کہ مسلمان ہِندُو کی آڑھت[1] میں مال فروخت کرتا ہے اور اس صورت میں ہِندُو کو کمیشن دینا پڑتا ہے اور وہ لوگ کمیشن کے ساتھ چار آنے (یعنی ہندوستان کا ایک پرانا سکّہ) سَیکُڑہ (یعنی ایک سو پر) اس بات کا لیتے ہیں کہ اس رقم کا اناج خرید کر کبوتروں کو ڈالا جائے گا یہ دینا جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد: اگر جانوروں کے لیے لیں کچھ حرج نہیں، البتہ بُت وغیرہ کے لئے ناجائز ہے۔

دستِ غیب و کیمیا

عرض: ''دستِ غیب'' و ''کیمیا'' حاصل کرنا کیسا ہے؟

ارشاد: ''دستِ غیب'' (یعنی بغیر کسی ظاہری ذریعے کے حاصل ہونے والی رقم) کے لیے دعا کرنا مُحَالِ عادی کے لیے دعا کرنا ہے جو مِثْلِ مُحالِ عقلی و ذاتی کے حرام ہے اور ''کیمیا'' (یعنی رانگ کو چاندی اور تانبے کو سونا بنانے کا گُر) تَضییعِ مال (یعنی مال کو ضائع

---

[1]: دکان یا کوٹھی جہاں سوداگروں کا مال کمیشن لے کر بیچا جاتا ہے۔

طوائف کو مکان کرایہ پر دینا

عرض: رَنڈی (یعنی طوائف) کو مکان کرایہ پر دینا جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد: اس کا اس مکان میں رہنا کوئی گناہ نہیں، رہنے کے واسطے مکان کرایہ پر دینا کوئی گناہ نہیں، باقی رہا اس کا زِنا کرنا یہ اُس کا فعل ہے اس کے واسطے مکان کرایہ پر نہیں دیا گیا۔[1]

کیا عِلاج کرنا سنّت ہے؟

عرض: علاج کرنا سُنَّت ہے یا نہ کرنا؟

ارشاد: دونوں سُنَّت ہے، یہ بھی ارشاد ہوا ہے:

تَدَاوَوْا عِبَادَ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ لَايَضَعُ دَاءً اِلَّا وَضَعَ لَهُ دَوَاءً　علاج کرو اے **اللہ** (عَزَّوَجَلَّ) کے بندو! کہ جس نے مرض اتارا ہے اس نے ہر مرض کی دوا بھی اتاری ہے۔

(کنز العمال، کتاب الطب، الباب الاول فی الطب، حدیث ۲۸۰۷۲/۲۸۰۸۹، ج۱۰، ص۳/۴ ملتقطًا)

اَنبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عادت کریمہ اکثر یہی رہی ہے کہ ان کی اُمَّت کے لیے سُنَّت ہو اور اَکابر صِدّیقین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی سُنَّت "علاج نہ کرنا" رہی ہے۔

انگریزی دوائیوں کا حکم

عرض: انگریزی دوائیاں جائز ہیں یا نہیں؟

ارشاد: ان کے یہاں جس قدر رقیق (یعنی پتلی) دوائیں ہیں سب میں عموماً شراب ہوتی ہے سب نَجِس وحرام ہیں۔[2]

---

[1]: یہاں بھی وہی ہے کہ اگر رنڈی کے پاس سوا اس ناپاک کمائی کے اور مال نہیں جس سے کرایہ ادا کرے تو وہ مالِ زنانہ لینا چاہیے اور اگر اور ہو خواہ یوں کہ مال حلال قرض لے کر دے تو حرج نہیں۔۱۲ مؤلف غفرلہ

[2]: اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ رب العزت کے زمانے میں الکحل سے بنی انگریزی ادویات کا استعمال عام نہیں تھا اس لئے ان کے نجس وحرام ہونے کا حکم ارشاد فرمایا جبکہ موجودہ زمانے میں ان کا استعمال بہت عام ہو چکا ہے اب ان سے بچنا بہت دشوار ہے چنانچہ ہند کی مجلس شرعی کے فیصل بورڈ نے ان ادویات کے استعمال کے بارے میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس عہد میں انگریزی دواؤں کا استعمال "عمومِ بلویٰ" کی حد تک پہنچ چکا ہے لہٰذا انگریزی دواؤں کے استعمال کی بھی "عمومِ بلویٰ" کی وجہ سے حرج دور کرنے کے لئے اجازت ہے البتہ یہ اجازت صرف انہیں صورتوں کے ساتھ خاص ہے جن میں "اِبتلاءِ عام" اور "حرج" متحقق ہو۔ (صحیفۂ فقہ اسلامی، ص۳۰)

قدِ آدم (یعنی آدمی کے برابر) اکیلے مکان میں آکر کھودا اور اس عورت کے شوہر کو وہاں لا کر اس گڑھے میں کود دے، تلوار اس کو دی، اس وقت کہا: ''یہ خطا مجھ سے سَرزَد ہوئی ہے خواہ قتل کر کے مجھ کو اسی گڑھے میں دفن کر دے کسی کو خبر بھی نہ ہوگی یا (پھر) **اللہ** (عَزَّوَجَلَّ) کے واسطے معاف کر دے۔'' اُس کی زبان سے کچھ نہ نکلا اور معاف ہی کرنا پڑا۔

مکان رھن رکھنا

عرض: اگر قرضدار ہے اور میعاد پوری ہو چکی ہے اور ڈر یہ ہے کہ قرض خواہ قید کرادے گا اور مکان کوئی لیتا نہیں ہے، ایسی حالت میں دخلی رہن کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد: اگر حاجت صحیح ہے اور سچّے دل سے بیچنا چاہتا ہے اور کوئی نہیں لیتا تو اجازت ہے۔

﴿پھر فرمایا:﴾ مگر ایسی صورت بہت کم ہوگی دس کا مال نو میں فروخت کرے گا ہر کوئی لے گا اور رَہن میں یہ حالت ہوتی ہے کہ ہزار کا مال چار سو میں۔

خِلال کرنا سنّت ھے

عرض: خِلال کرنا سُنت ہے؟

ارشاد: ہاں تنکے سے کرنا سُنّت ہے۔

کیا جھوٹ بولنے، غیبت کرنے سے وضو ٹوٹے گا؟

عرض: وُضو کی حالت میں جھوٹ بولا یا غیبت کی یا فُحش بکا تو وُضو میں کوئی خرابی تو نہیں آتی؟

ارشاد: مُستَحَب یہ ہے کہ پھر وُضو کرلے اگر نماز اسی وُضو سے پڑھ لی خِلافِ مُستَحَب کیا۔

(البحر الرائق، کتاب الطهارة، ج ۱، ص ۳۵)

دوا میں اَفیُون شامل ھوتو!

عرض: اگر دوا میں اَفیُون اس قدر پڑی ہو کہ نشہ نہ لائے تو جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد: ہاں اگر ایسی صورت ہو کہ اس کا کوئی اثر واقع نہ ہوتا ہو اور اس کی عادت نہ پڑے اور آئندہ بھی کوئی بات ظاہر نہ ہو تو جائز ہے۔

ایک اِشکال اور اس کا جواب

عرض: حدیث شریف میں آیا ہے:

نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ عَنْ کُلِّ مُسْکِرٍ وَ مُفْتِرٍ — رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم) نے نشہ لانے والی اورفتور پیدا کرنے والی ہر ایک چیز منع فرمائی ہے۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الاشربہ،باب النهی عن المسکر،الحدیث٣٦٨٦،ج٣،ص٤٦١)

اورافیون مُفْتِر (یعنی عقل کوخراب کرنے والی) ہے تو چاہیے کہ حرام ہو!

ارشاد : ہاں اگرحدِ تَفْتِیر کو پہنچے گی تو حرام ہے۔

شراب اگر نشہ نہ لائے تو جائز ہے؟

عرض: تو حضورشراب کا بھی جب تک حَدِ اِسکار (یعنی نشے کی حد) کو نہ پہنچے یہی حکم ہونا چاہیے!

ارشاد : وہ تو حرام لِعَیْنِہٖ (یعنی بالذات حرام) ہے مثل پیشاب کے نَجِس (یعنی ناپاک) ہے اپنی نجاست کے سبب حرام ہے نہ (کہ) اِسْکار (یعنی نشے) کے سبب۔ اگر (اس کا) ایک قطرہ کوئیں میں پڑ جائے سارا کنواں نَجِس ہو جائے گا۔

(ردالمحتارو درمختار، کتاب الاشربة،ج١٠،ص٣٣)

اِمام ضامِن کا پیسہ

عرض: اِمام ضامِن کا جو پیسہ باندھا جاتا ہے اس کی کوئی اَصل ہے؟

ارشاد : کچھ نہیں۔

اِمام ضامِن کس کا لقب ہے؟

عرض: حُضُوْر! یہ کسی صاحب کا لقب ہے؟

ارشاد : ہاں امام علی رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا۔

گرد وغبار کی وجہ سے آنکھ سے پانی بہہ نکلے تو!

عرض : اگر مٹی آنکھ میں پڑ جائے اور پانی نکلے تو ناقضِ وُضو (یعنی وضو توڑنے والی) ہے یا نہیں؟

(۲) قبر شریف حجرۂ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا میں واقع ہے جس کے چاروں طرف مسجد نبوی ہے اور مسجد میں روشنی کرنے کا ثواب احادیث میں موجود ہے۔

(۳) قبر شریف درحقیقت روپوش ہے آج ہفت اقلیم کا بادشاہ بھی اُس کو نہیں دیکھ سکتا۔ تاریخ سے ثابت ہے کہ خلیفہ ہارون رشید نے سیڑھی لگا کر دیکھنا چاہا ناکامیاب رہا۔

(۴) مدینہ منورہ میں روشنی منجانب سُلطان ٹرکی ہوتی ہے۔ گورنمنٹ ٹرکی نے عثمانیہ بینک قائم کر کے سود کا لین دین شروع کر دیا ہے، کیا گورنمنٹ کے بھی فعل سے سُود جائز ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔

(۵) نزدیک اہلسنّت والجماعت کے حجتِ شرعی صرف چار ہیں: قرآن وحدیث واجماع وقیاس مجتہدین۔ صرف تعاملِ حرمین کوئی سند نہیں۔

(۶) بڑا حصّہ حرمین شریفین کا داڑھی کترواتا ہے۔ کیا داڑھی کتروانے کے جواز میں کوئی شخص یہ سند پیش کرسکتا ہے کہ وہاں کے لوگ داڑھی کترواتے ہیں، لہذا یہ فعل جائز ہے، وہاں کے علماء سے خود فتوٰی لیا جائے وہ داڑھی کتراتے چراغاں کرنے کو یقیناً ناجائز کہیں گے۔

(۷) اب ایک تاویل ضعیف اور ایجاد ہوئی ہے کہ متقدمین ومتاخرین کسی کو بھی نہیں سُوجھی، یعنی قبر پر چراغ جلانے کی ممانعت ہے لیکن قبر کے گرد جلانے میں ممانعت نہیں ہے کیونکہ حدیث شریف میں لفظ علٰی بمعنی پر واقع ہے۔ اردو میں کیا قبر پر چڑھاوا صرف اسی کو کہتے ہیں جو خاص اس جگہ پر کیا جائے جتنے حصّہ کو قبر کہتے ہیں، بعض قبر کی صورت کوہانِ شتر کے مانند ہوتی ہے اس پر چڑھاوا غالباً ممکن بھی نہ ہوگا۔ لیکن قبر پر چڑھاوا تو اتنا وسیع ہے کہ گرد قبر سے بلکہ دروازے کے آس پاس بھی کوئی رکھ دے تو وہ قبر کا چڑھاوا سمجھا جائے گا اور رسول خدا (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کے فرمانے کی یہ تاویل ضعیف ہے۔ قرآن شریف سورۂ کہف میں لَنَتَّخِذَنَّ عَلَیْهِمْ مَّسْجِدًا[1] (قسم ہے کہ ہم تو ان پر مسجد بنائیں گے۔ ت) کیا اس کے یہ معنی ہیں کہ اصحاب کہف کے سینہ پر سنگِ بنیاد مسجد کا رکھیں گے، استغفر اللہ۔ ایک صاحب نے یہ کمال کیا کہ مُلّا علی قاری کی نسبت کہہ دیا کہ انھوں نے گرد قبر کے چراغ جلانے کو جائز کہا ہے، حالانکہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ مطبوعہ مصر صفحہ ۴ میں حدیث مندرجہ مشکوٰۃ شریف مذکورہ بالا کی شرح میں اُنھوں نے صرف مسجد کو اطرافِ قبر میں بنانے کی اجازت اس بنیاد پر دی ہے کہ عادتِ یہود ونصارٰی یہ تھی کہ وہ قبر پر مسجد بناتے تھے، اور چونکہ مشابہتِ یہود ونصارٰی کی وجہ سے ممانعت ہوئی تھی لہذا جب مشابہت نہ رہی تو یہ فعل جائز ہوگیا۔ لیکن چراغ کی ممانعت کے وجوہ حضرت مُلّا علی قاری نے

---

[1] القرآن ۱۸/ ۲۱

عہ زید کی اصل عبارت میں تتخذون ہے۔

فتاوٰی سراجیہ دیکھیے اس میں بھی یہ عبارت بعینہٖ اسی طرح ہے۔ اس کے بعد اتنا زائد ہے:

ذکرہ الشیخ الامام الزاھد الصفار البخاری رحمہ اللہ تعالٰی فی کتاب الاعتقاد[1]

یہ مسئلہ شیخ امام زاہد صفار بخاری رحمہ اللہ تعالٰی نے کتاب الاعتقاد میں ذکر فرمایا۔

ظاہر ہے کہ یہاں قبورِ عوام ہی کا ذکر ہے کہ اعراسِ طیبہ یا مزاراتِ اولیاء کی روشنی فقط پہلی چند راتوں میں نہیں ہوتی، اور ظاہر ہے کہ وہ ایک عادتِ خاصہ کا بیان ہے ورنہ لیالی اول کی تخصیص بے وجہ تھی، اب جس طرح یہاں جُہّال میں رواج ہے کہ مُردہ کو جہاں کچھ زمین کھود کر نہلاتے ہیں جسے عوام لحد کہتے ہیں۔ چالیس رات چراغ جلاتے اور یہ خیال کرتے ہیں کہ چالیس شب رُوح لحد پر آتی ہے اندھیرا دیکھ کر پلٹ جاتی ہے۔ یُوں ہی اگر وہاں جُہّال میں رواج ہو کہ موت سے چند رات تک گھروں سے شمعیں جلا کر قبروں کے سرہانے رکھ آتے ہوں اور یہ خیال کرتے ہوں کہ نئے گھر میں بے روشنی کے گھبرائے گا، تو اس کے بدعت ہونے میں کیا شُبہہ ہے، اور اس کا پتا یہاں بھی قبروں کے سرہانے چراغ کے لیے طاق بنانے سے چلتا ہے۔ اور بیشک اس خیال سے جلانا فقط اسراف و تضییعِ مال ہی نہیں کہ محض بدعتِ عمل ہو، بلکہ بدعتِ عقیدہ ہُوئی کہ قبر کے اندر روشنی و اموات کا اس سے دل بہلنا سمجھا، ولہذا امام صفار رحمہ اللہ نے اس مسئلہ کو کتاب الاعتقاد میں ذکر فرمایا۔ اب ملاحظہ ہو کہ اس روایت کو ہمارے مسئلہ سے کیا تعلق رہا! وَالْاِحْتِمَالُ یَقْطَعُ الْاِسْتِدْلَالَ (اور احتمال، استدلال ختم کر دیتا ہے۔ ت)

(۱۵) اس روایت میں اخراج کا لفظ بھی قابلِ لحاظ ہے۔ قبورِ عوام ہی کی یہ حالت ہوتی ہے کہ وہاں نہ کوئی مکان ہوتا ہے نہ حاضر رہنے والے، نہ کوئی سامانِ روشنی۔ گھر ہی سے چراغ لے جانا پڑتا ہے بخلاف مزاراتِ طیبہ کے کہ وہاں گھر سے لے جانے کی حاجت نہیں ہوتی، تو ذکر قبورِ عوام ہی کا ہے، اور اگر زید نہ مانے اور اسے چراغان مزاراتِ طیبہ کی نسبت جانے تو آٹھ سو برس سے تو اس روشنی کا ثبوت ہو گیا، جسے زید نے مشائخِ زمانہ کا فعل کہا کہ امام زاہد صفار رحمہ اللہ تعالٰی کی وفات ۵۳۴ھ میں ہے[2] کما فی الطبقات الکبرٰی و کشف الظنون (جیسا کہ طبقات کبرٰی اور کشف الظنون میں ہے۔ ت)

(۱۶) سب سے زیادہ خوفناک تحریف یہ ہے تَتَّخِذُوْنَ عَلَیْھِمْ مَّسَاجِدَ کو قرآنِ عظیم کا لفظ کریم بنالیا، حالانکہ یہ جُملہ قرآنِ عظیم میں کہیں نہیں۔ یہ تینوں لفظ متفرق طور پر ضرور قرآن عظیم میں آئے ہیں مثلاً تتخذون مصانع[3] انعمت علیھم[4] و مساجد یذکر فیھا اسم اللہ[5]۔ مگر اس ترکیب و ترتیب سے کہیں نہیں ـــــ

---

[1] فتاوٰی سراجیہ کتاب الکراہیۃ منشی نولکشور لکھنؤ ص ۷۳

[2] کشف الظنون

[3] القرآن ۲۶/۱۲۹

[4] القرآن ۱/۷

[5] القرآن ۲/۱۱۴

سورۂ کہف میں یوں ہے :

قَالَ الَّذِیْنَ غَلَبُوْا عَلٰۤى اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَیْهِمْ مَّسْجِدًا[1]۔ وہ بولے جو اس کام میں غالب رہے تھے قسم ہے کہ ہم تو ان پر مسجد بنائیں گے۔ (ت)

پھر بھی دیوبندی صاحبوں کے حال سے غنیمت ہے کہ وہ تو انوکھی کتابیں دل سے گھڑ لیتے ہیں، اُن کے صفحے بنا لیتے ہیں، اُن کی عبارتیں دل سے تراش لیتے ہیں، اور اکابر اولیائے کرام وعلمائے عظام کی طرف نسبت کردیتے ہیں۔ دیکھو دیوبندیوں کی لال کتاب "سیف النقی" اور اس کے رد میں العذاب البئیس وغیرہ تحریراتِ کثیرہ۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

(۱۷) زید کو اقرار ہے کہ فعلِ مشائخ سے قدیم چلا آتا ہے اگرچہ کہیں تو انہیں مشائخ زمانہ لکھا، کہیں پیرزادے اور کہیں مجاور، جن کے لیے قبور ذریعۂ معاش ہیں مگر شروع میں تحریر فرما چکے ہیں کہ "میں بقسم شرعی باور کراتا ہوں کہ میں نے کوشش کی کہ چراغانِ قبور کا کسی تاویل سے استحسان ثابت ہوجائے تو میں رسمِ قدیم کی مخالفت نہ کروں"۔ اور اس کا جواب وہ دیا کہ "پیرزادگان صالح ہوں، اہل اللہ ہوں، معصوم نہیں"۔ زید صاحب معصوم کے سوا کسی کی نہیں مانتے۔ مگر افسوس، جب وہ صالحین ہیں، اہل اللہ ہیں تو یہی عالمگیری جس کی سند سے آپ انہیں بدعتی بنانا چاہتے ہیں اُن کے افعال کو دین میں سند وحجت بتاتی ہے۔ فتاوٰی عالمگیری میں مشائخ کرام ہی کے ذکر میں ہے، یتمسك بافعال اھل الدین کذا فی جواھر الفتاوٰی[2]۔ تمسک کیا جائے اہلِ دین کے افعال سے۔ ایسا ہی جواہر الفتاوٰی میں ہے۔

(۱۸) سرکارِ اعظم حضور پُرنور مدینہ طیبہ صلی اللہ تعالٰی علٰی من طیبہا وآلہ وبارک وسلم میں وہ جلیل وجمیل روشنی، وہ جانفزا ودلکشا روشنی، وہ دل افروز وہابی سوز روشنی کہ نہایت تزک واحتشام سے ہوتی ہے، اس کے جواب میں زید نے یہ تاویل گھڑی کہ وہ روشنی مسجد کریم کے لیے ہے، نہ کہ مزارِ اقدس کے واسطے صلی اللہ تعالٰی علٰی صاحبہ وآلہ وبارک وسلم۔ شاید زید کو زیارت سراپا طہارت نصیب نہ ہوئی۔ اپنے قصبہ کی کسی مسجد پر قیاس کیا جہاں دمڑی کے چراغ میں دھیلے کا تیل، وہاں کے فرشی جھاڑوں اور کثیر التعداد فانوسوں اور ہزار ہا روپے کے شیشہ آلات اور اُن کی دل نواز جگمگاہٹ دیکھو تو آپ کی خشن بے ذوق طبیعت کے طور پر یہ مسجد کے لیے کب جائز ہو، وہی بزازیہ جس سے یہ سند لائے اُسی کی دربارۂ مسجد بھی سُنیے، اس کی کتاب الوصایا فصل اول میں ہے :

---

[1] القرآن ۱۸/ ۲۱

[2] فتاوٰی ہندیہ کتاب الکراہیۃ الباب السابع عشر فی الغناء واللہو الخ نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۳۵۱